آسمانِ رسالت پرچمکا ہے نجوم ہوا آپ کا زریں سلسلہ - ۵

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَام

الدین کا خصوصی شمارہ

بہ عنوان

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

بیادگار

محسنِ قوم وملت حضرت اقدس مولانا احمد حسن بھام سملکیؒ

(بانی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک)

زیرِ سرپرستی

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم

(شیخ الحدیث جامعہ ھذا)

حسبِ ایماء

حضرت اقدس مولانا احمد بزرگ صاحب سملکی مدظلہ

(مہتمم جامعہ ھذا)

مجلسِ مشاورت

- حضرت مولانا احمد بزرگ سملکی (مہتمم جامعہ ہذا)
- حضرت مفتی ابوبکر صاحب پٹنی (استاذ جامعہ ہذا)
- حضرت مفتی معاذ صاحب بمبوی (استاذ جامعہ ہذا)

مجلسِ ادارت

- عبدالرحیم کشمیری
- ثناء اللہ ایم پی
- طاہر ٹنکاروی

ناشر

شعبۂ تقریر و تحریر

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

تفصیلات

کتاب کا نام : ازواج مطہرات

کاوش : طلبۂ جامعہ ڈابھیل

زیرِ سرپرستی : حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

حسبِ ایماء : حضرت اقدس مولانا احمد بزرگ صاحب سملکی مدظلہ العالی

صفحات : ۴۸۰

سن اشاعت : رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/اپریل ۲۰۱۸ء

ناشر : شعبۂ تقریر وتحریر، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

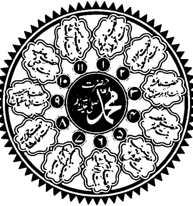

۱

اُمّ المومنین حضرت خدیجہ بنتِ خویلد رضی اللہ عنہا

سوانحی خاکہ

نام : خدیجہ بنت خویلد، لقب: طاہرہ، کنیت: امِ ہند۔

ولادت : عام الفیل سے پندرہ سال قبل ۵۵۶ء میں۔

قبیلہ : قریش۔

پہلا نکاح : ابو ہالہ ہند بن نباش بن زُرارہ تمیمی سے۔

دوسرا نکاح : عتیق بن عابد مخزومی سے۔

تیسرا نکاح : سرکارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے، چالیس سال کی عمر میں۔

رفاقتِ رسول : پچیس سال۔

اولاد : پہلے نکاح سے دو صاحبزادے: ہند اور ہالہ۔ دوسرے نکاح سے ہند نامی ایک صاحبزادی۔ حضور ﷺ سے دو صاحبزادے: قاسم اور عبداللہ اور چار صاحبزادیاں: زینب، رقیہ، امِ کلثوم اور فاطمۃ الزہرا۔

قبولِ اسلام : نبوّت ملنے کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

وفات : نبوت کے دسویں سال ۱۰ ر یا ۱۱ ر رمضان المبارک کو وفات پائی۔

مدفن : حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے جنت المعلیٰ میں سپرد خاک کیا۔

عمر مبارک : ۶۵ ر سال۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ بنتِ خویلد رضی اللہ عنہا

سعد بن مقبول بیلگامی

خوگر صدق، وفا شعار، بلند کردار، نیک طبیعت، پاک سیرت، عالی ہمت، جود وسخا کی پیکر، خُلقِ حسنہ کی مجسم تصویر، سراپا فہم وفراست، ناز ونعمت میں پلی ہوئی، دولت جس کے آنگن میں بارش کی طرح برستی رہی، جسے سب سے پہلے قبولِ اسلام کا شرف حاصل ہوا، جسے سب سے پہلے جنت کی بشارت دی گئی، جسے اللہ رب العزت نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ آسمان سے سلام بھیجا، جس نے شعب ابی طالب میں رسول اللہ کے ساتھ محصور رہ کر رفاقت ومحبت اور وارفتگی وایثار کا مثالی کردار پیش کیا، جسے حبیب کبریا ﷺ کی صحبت میں تقریباً چوبیس سال رہنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس نے اپنی ساری دولت رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں نچھاور کردی، جس کی قبر میں ہادیٔ برحق ﷺ بہ نفس نفیس اترے، لحد کا بہ چشم خود جائزہ لیا اور اپنے ہاتھوں سے جسدِ اطہر کو قبر میں اتارا۔ اس قدر خوش قسمت وقابلِ رشک خاتون کون ہوسکتی ہے؟ سرورِ عالم کی ہمدرد وغمگسار رفیقۂ حیات، خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراءؓ کی والدہ، نوجوانانِ جنت حضراتِ حسنینؓ کی نانی، امیر المؤمنین ذوالنورین حضرت عثمان بن عفانؓ اور امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰؓ کی خوش دامن، جسے تاریخ میں ''سیدہ طاہرہ صدیقہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آیئے! تاریخ کے دریچے سے اس خاتونِ جنت کی رشک بھری زندگی کا مشاہدہ کرکے اپنے تاریک دلوں کو روشنی بہم پہنچائیں۔

ولادت، نام ونسب

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی ولادت مکۂ معظمہ میں عام الفیل سے پندرہ سال قبل ۵۵۶ء کو ہوئی۔

نام: خدیجہ بنتِ خویلد، لقب: طاہرہ، اور کنیت: ام ہند تھی۔

حضرت ابن عباسؓ آپ کے نسب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: خدیجہ بنتِ خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر۔ اس طرح قصی پر جا کر آپؓ کا اور سرکار دوعالم ﷺ کا نسب مل جاتا ہے۔

والدہ کی طرف سے نسب یہ ہے: خدیجہ بنت فاطمہ بنتِ زائدہ بن الاصم بن الہرم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن مَعیص بن عامر بن لؤی بن غالب۔

والدین محترمین اور دادا دادی

سیدہ خدیجہؓ کے والدِ محترم کا نام ''خویلد'' تھا، وہ انتہائی نیک سیرت، باعزت، اعلیٰ حیثیت کے مالک، دیانت دار اور کامیاب تاجر تھے۔ ایثار وسخاوت کی دولت سے بھی بہرہ یاب تھے۔ مکۂ معظمہ کے بازاروں میں نظر آنے والی بیرونِ شہر سے لائی گئی اشیا میں سے اکثر خویلد ہی کے تجارتی قافلہ کی مرہونِ منت ہوتی تھیں۔ یہ نہ صرف اپنے قبیلے میں بڑی باعظمت و باوقار شخصیت کے مالک تھے، بلکہ اپنی خوش معاملگی و دیانت داری کی بدولت تمام قریش میں بے حد ہر دل عزیز اور محترم تھے۔ سیدہ خدیجہؓ کے والد خویلد بن اسد صاحبِ اولاد تھے اور قبیلہ کے سرکردہ افراد میں سے شمار ہوتے تھے۔ ان کے سب سے بڑے بیٹے حزام تھے، جن کے بیٹے حکیم کو دارالندوہ کا منتظم بنایا گیا تھا۔ سردار خویلد کے ایک بیٹے کا نام ''عوام'' تھا جن کی شادی اللہ کے رسول ﷺ کی پھوپھی

سیدہ صفیہ بنتِ عبدالمطلب سے ہوئی تھی۔ عوام کے ایک بیٹے کا نام سیدنا زبیرؓ تھا جو ''عشرۂ مبشرہ'' میں سے ہیں۔ خویلد بن اسد کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی سیدہ خدیجہ تھیں۔ ایک بیٹی کا نام سیدہ ہالہ تھا جو اللہ کے رسول ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کی خوش دامن تھیں، سیدہ زینب کی شادی ہالہ کے بیٹے ابوالعاص ابن ربیع سے ہوئی تھی۔

بقول ابنِ سعد مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ خُویلد عام الفیل سے تقریباً ۲۰/ برس پہلے ہونے والی جنگِ فِجار میں لڑتے ہوئے مارے گئے۔

سیدہ خدیجہ کی والدہ کا نام فاطمہ بنتِ زائدہ تھا۔

سیدہ خدیجہ کے دادا کا نام اسد (بن عبدالعزیٰ بن قصی) اور آپ کی دادی کا نام زہرہ بنتِ عمرو تھا، ان دونوں کا تعلق بنو کابل (بن اسد بن خُزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان) سے تھا۔ (رسول اللہ ﷺ کی پاکباز بیویاں:۱۰۱)

''طاہرہ'' لقب پڑنے کی وجہ

حضرت خدیجہؓ کے ناصیۂ اقبال پر عہدِ طفولیت ہی سے بلندی کے آثار ہویدا تھے، حسنِ صورت کے ساتھ حسنِ سیرت کے زیور سے بھی وہ پورے طور پر آراستہ تھیں۔ معاملات میں بڑی صاف ستھری، اور اخلاقی پاکیزگی کا اعلیٰ نمونہ تھیں۔ والد کے ضعیف ہو جانے کے بعد جب کاروبار انہوں نے اپنے ہاتھ میں لیا تو جوہر کھلے، پورے قبیلۂ قریش نے ان کی صفائی معاملات اور داد و دہش کی گواہی دی، اور ''طاہرہ'' کے معزز لقب سے یاد کر کے ان کی شرافت وعظمت کا اقرار کیا۔ گویا جسے اس دنیا کے سب سے طاہر و پاکباز گھر کی رونق بننا تھا مبدأ فیاض کی جانب سے اسے پہلے ہی سے ''طاہرہ'' کا لقب عطا کر دیا گیا۔ (امہات المؤمنین ۵۸)

حضرت خدیجہؓ کا لقب ''طاہرہ'' رکھا نہیں گیا؛ بلکہ من جانب اللہ لوگوں سے ان کو

''طاہرہ'' کہلایا گیا تھا: تاکہ ان کی طہارت ونزاہت مشہور ہو جائے، جس طرح آپ ﷺ کو ''امین'' کہلوایا گیا: تاکہ آپ کی امانت اور دیانت مسلم ہو جائے، اور کسی کو اس میں کلام کی گنجائش نہ رہے۔ ایسے ہی موقع کے لیے کہا گیا ہے کہ: زبانِ خلق کو نقارہ سمجھو۔ چوں کہ حضرت خدیجہؓ اپنے زمانے کی مریم تھیں، اس لیے ان کو بھی حضرت مریمؑ کی طرح ﴿وطهرك واصطفاك على نساء العالمين﴾ سے خاص حصہ ملا، اور ''طاہرہ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

آپ کا بچپن

حضرت خدیجہ بچپن ہی سے نہایت حلیم، بردبار اور باوفا تھیں۔ متانت وسنجیدگی اور ذہانت وفطانت کے ساتھ معاملہ فہمی اور غم خواری وغم گساری کی دولت سے بھی مالا مال تھیں۔ دنیاوی اعتبار سے ان کا مستقبل نہایت تابناک تھا، اور والد کے تموّل کی وجہ سے راحت وآسائش کا ہر سامان ان کے پاس موجود تھا۔

پہلا نکاح

بچپن کی سرحد پار کر کے جب سنِّ شعور وبلوغ میں داخل ہوئی، تو ان کے والد خویلد کو ان کی شادی کی فکر ہوئی، چوں کہ متانت وسنجیدگی اور معاملہ فہمی کے ساتھ نہایت پاکیزہ اخلاق، اور حسنِ صورت وسیرت کی حامل تھیں، اس لیے ان تمام اوصاف کا لحاظ کرتے ہوئے خویلد نے ان کی شادی کے لیے ''وَرَقَہ بن نَوفَل'' کا انتخاب کیا جو حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی اعلیٰ سیرت وکردار کے حامل تھے، تمام اہلِ مکّہ کے علی الرغم ابتدا ہی سے جاہلی رسم ورواج اور بت پرستی سے متنفر وبیزار تھے، قرآن کریم سے پہلے نازل ہونے والی کتبِ سماویہ ''تورات وانجیل'' کے عالم اور دینِ نصرانیت پرعمل پیرا تھے، انہوں نے اپنی پوری زندگی راہِ حق کی تلاش

وجستجو میں بسر کی، حضور ﷺ کی بعثت ونبوت تک زندہ رہے، اور آپ ﷺ کو پیغامِ نبوت ورسالت کے سلسلے میں پیش آنے والی بہت سی دشواریوں سے آگاہ کیا، اور ساتھ ہی تسلّی وتشفی کے کلمات سے آپ ﷺ کی دل جوئی ودل بستگی فرمائی، نیز بھرپور امداد واعانت کا وعدہ بھی کیا؛ مگر علانیہ تبلیغ کا حکم ملنے سے پہلے ہی راہیِ مُلکِ بقا ہوگئے۔

کسی وجہ سے حضرت خدیجہؓ ورقہ بن نوفل کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک نہ ہوسکیں، تو خویلد نے ان کا نکاح ابو ہالہ ہند بن نبّاش بن زُرارہ تمیمی سے کردیا۔

مشہور مؤرخ علی بن عبدالعزیز جُرجانی نے ابو ہالہ کا نام ''ہند'' بتایا ہے؛ مگر ابنِ اسحاق کی روایت میں ہند کے بجائے ابو ہالہ کا نام نبّاش مرقوم ہے، اور ایک روایت میں ''مالک'' مذکور ہے، بعضوں میں زُرارہ بھی لکھا ہے۔ (اسد الغابۃ: ۴/ ۲۶، بحوالہ امہات المؤمنین: ۵۸)

حضرت مولانا انور احمد صاحب اعظمی مدظلہ ''اصابہ'' کے حوالہ سے اپنی کتاب ''امہات المؤمنین'' میں لکھتے ہیں: ابو ہالہ سے حضرت خدیجہ کے یہاں ہالہ اور ہند نامی دو بیٹے پیدا ہوئے، آپ کی کنیت: ''ام ِہند'' اسی ہند کے نام پر ہے۔ حضرت خدیجہؓ کے مذکورہ دونوں بیٹوں نے حضور ﷺ کی بعثت کا زمانہ پایا اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس پر اسلام کی بیعت کرکے شرفِ صحابیت سے مشرّف ہوئے اور دنیا وآخرت کی کامرانیوں سے سرفراز ہوئے۔ ہند بن ہالہ نہایت فصیح وبلیغ تھے، حلیۂ نبوی کے متعلق مفصل روایت ان ہی سے مروی ہے، اسی وجہ سے ''وصافِ رسول ﷺ'' کے معزز لقب سے مشہور ہوئے۔ حضرت علیؓ کے عہدِ خلافت میں جنگِ جمل میں شریک ہوکر اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کی۔ (امہات المؤمنین: ۶۴-۶۵)

دوسرا نکاح

حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر جناب ابو ہالہ کا جوانی ہی میں انتقال ہوگیا، تو انہوں

نے قبیلۂ بنی مخزوم کے ایک معزز شخص "عتیق بن عابد المخزومی" سے نکاح کرلیا (عابد باء اور دال کے ساتھ ہی صحیح ہے) ۔ عتیق کے یہاں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ایک بچی پیدا ہوئی اس کا نام بھی "ہند" رکھا گیا، یہ حضرت ہندؓ بھی حضور ﷺ کی بعثت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئیں، بلوغت کے بعد رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئیں، حضرت خدیجہؓ کی نسبت سے ان کی اولاد "بنو الطاہر" کے لقب سے مشہور ہوئیں ان سے کسی حدیث کی روایت کا ذکر کتابوں میں نہیں ملتا ہے۔ جناب عتیق بھی زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہ سکے اور جلد ہی ملکِ بقا کو سدھار گئے۔ اب حضرت خدیجہؓ دوبارہ بیوہ ہوگئیں۔ (سیرت المصطفیٰ ۳/۱۹۶)

والدِ گرامی کا انتقال

اسی بیوگی کے زمانہ میں جاہلیت کی مشہور خوں ریز جنگ کا آغاز ہوا، جسے مؤرخین نے "حرب الفجار" کے نام سے یاد کیا ہے، حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد بھی اپنے قبیلے اور خاندان والوں کے ساتھ اس میں شریک ہوئے اور میدانِ قتال میں اپنے دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے۔ یہ واقعہ "عام الفیل" سے تقریباً بیس برس پہلے کا ہے۔ (سیر الصحابیات ۱۹)

سیدہ خدیجہؓ میدانِ تجارت میں

شوہر اور والد دونوں کے یکے بعد دیگرے انتقال کر جانے سے حضرت خدیجہ تنہا ہوگئیں، بچے ابھی اس لائق نہیں ہوئے تھے کہ کاروبار ان کے سپرد کیا جاتا، چناں چہ ان کو بے انتہا پریشانی لاحق ہوئی، کش مکش کا عالم تھا، خاندانی ذریعہ معاش تجارت تھا، اور تجارت بھی نقطۂ عروج پر تھی، مگر اب اس کا کوئی ایسا نگہبان باقی نہ رہا جو مالِ تجارت میں تصرف کر کے اس میں اضافہ کرتا، حالات نہایت ہمت شکن تھے؛ مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا متین وسنجیدہ، سوجھ بوجھ رکھنے والی اور نہایت حوصلہ مند خاتون تھیں، اللہ تعالیٰ نے ہمت وجرأت کے ساتھ عقل وخرد سے بھی حصۂ وافر عطا فرما رکھا تھا، چناں چہ

وہ پورے عزم وحوصلہ کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئیں، تجارتی کاروبار کو مکمل طور پر اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے اعزہ وغیرہ کو معاوضہ اور مضاربت پر مال دے کر ملکِ شام ویمن کی تجارتی منڈیوں میں بھیجنا شروع کر دیا۔ کام چوں کہ نہایت وسیع پیمانہ پر اور کافی پھیلایا ہوا تھا، اس لیے غلاموں کے علاوہ متعدد عرب، یہودی اور عیسائی ملازم رکھ لیے تھے؛ تاکہ تجارت کو خوب فروغ حاصل ہو، حسنِ تدبیر اور دیانت داری کی یہ دولت ان کی تجارت روز بہ روز ترقی کرتی رہی۔ (ازواجِ مطہرات حیات وخدمات: ۵۶)

حضور ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کے درمیان تعلق کا آغاز

ایک مرتبہ جب قریش کے ایک تجارتی قافلہ کی روانگی کا وقت آیا تو حضور ﷺ کے شفیق چچا خواجہ ابوطالب نے جو آپ ﷺ کے حالات اور ضروریات وغیرہ سے خوب واقف تھے، آپ ﷺ سے کہا: خدیجہ کے پاس جا کر ان سے ملاقات کریں، ان کا مالِ تجارت ملکِ شام کی طرف جانے والا ہے، میرے نزدیک یہ نہایت اچھی اور خوشی کی بات ہوگی کہ تم بھی اس تجارتی قافلہ کے ساتھ جاؤ۔ خود میرے پاس اگر کچھ سرمایہ ہوتا تو اسے تمہارے حوالے کر دیتا اور تم اس کے ذریعہ تجارت کرتے۔

اُس وقت آپ ﷺ کی عمر کا پچیسواں سال شروع ہو چکا تھا، آپ ﷺ کی صداقت وراست بازی، امانت ودیانت، اخلاقی پاکیزگی اور حسنِ معاملگی کی شہرت ہر طرف ہو چکی تھی، امانت وصداقت کا چرچا زبان زد تھا، وادیٔ مکہ کا بچہ بچہ آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق اور دیانت وصداقت سے نہ صرف یہ کہ واقف بلکہ اس کا والہ وشیدا بن چکا تھا، اور آپ ﷺ ''صادق وامین'' کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ بہر حال خواجہ ابوطالب نے اِدھر آپ ﷺ سے حضرت خدیجہؓ کے پاس جا کر تجارتی قافلہ میں شریک ہونے کا مشورہ دیا، اور اُدھر پردۂ غیب سے خدائی انتظام یہ ہوا کہ حضرت خدیجہؓ تک خواجہ ابو

طالب کی بات پہنچ گئی، ان کے دل میں خود داعیہ پیدا ہوا، اور کیوں نہ ہوتا کہ ''صادق وامین'' سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے جسے مالِ تجارت سپرد کیا جائے۔

چناں چہ انہوں نے خود ہی پہل کی اور پیغام بھیجا کہ: آپ میرا مالِ تجارت لے کر ملکِ شام جائیں، اب تک دوسروں کو جتنا معاوضہ دے کر بھیجا کرتی تھی ان کی بہ نسبت آپ کو دوگنا معاوضہ دیا کروں گی۔ حضرت خدیجہؓ کی اس فراخ دلانہ پیش کش کو آپ ﷺ نے کسی لیت ولعل کے بغیر قبول فرمالیا، اور جب یہ خبر ابوطالب نے سنی تو بے ساختہ بول اٹھے: یہ ایسا رزق ہے جو اللہ نے تمہارے قدموں میں نچھاور کردیا ہے۔ (نسا بشرات الجنۃ:۲۹)

[illegible]

کیا اس [illegible] یہ سن کر راہب بولا: ''بلاشبہ یہ نبی ہے اور آخری نبی؛ کیوں کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی کے اور کوئی نہیں اترا''۔

[redacted]